بزمِ خیر از زید

در جوابِ بزمِ جمشید



مُصنّف

مولانا حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی

حضرت شاہ ابُوالخیر اکاڈمی دہلی ۶

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ

رسالہ

بزمِ خیر از زید

در

جوابِ بزمِ جمشید

تصنیف

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی

طابع وناشر
شاہ ابوالخیر اکاڈمی درگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ
شاہ ابوالخیر مارگ دھلی ۶

بارِ دوم

سنہ ۱۴۰۲ھ سنہ ۱۹۸۲ء

کتاب کا نام :- بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید

صفحات :- ۱۶۰

مصنف :- حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دامت برکاتہٗ (فاضلِ ازہر)

مہتمم :- ڈاکٹر محمد ابوالفضل فاروقی

طابع و ناشر :- شاہ ابوالخیر اکاڈمی

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرّہ

شاہ ابوالخیر مارگ ۔ دہلی ۶

کتابت :- سید غیاث الحسن مظاہری آلکپانوی

تعداد :- ایک ہزار

قیمت :- بارہ روپے

آرام فرماتے، پھر عشاء کی نماز پڑھتے۔ کبھی آپ چائے بھی نوش فرماتے اور پھر آپ قیام گاہ کو تشریف لے جاتے۔

نماز آپ خود پڑھاتے تھے۔ البتہ جب برادر کلاں حضرت بلال ابوالفیض أَدَامَ اللّٰهُ ظِلَّهُ عَلٰى رُؤُسِ الْمُسْتَرْشِدِيْنَ وَعَمَّ فَيْضُهٗ لِلطَّالِبِيْنَ امامت کے قابل ہوئے تو یہ وظیفہ مبارکہ ان سے متعلق ہوگیا۔ نماز کے لئے آپ خاص اہتمام فرماتے تھے نااہل اور اصحاب غفلت کو یارانہ تھا کہ آپ کی نماز بانیاز میں شریک ہوتے، ایسے افراد سے آپ فرمادیا کرتے تھے جاؤ کہیں اور نماز پڑھ لو، ہماری نماز کیوں خراب کرتے ہو۔ جب آپ مصلی پر قدم رکھتے تھے تو بہ آواز بلند فرمادیا کرتے تھے۔ دیکھو ہماری نماز کوئی خراب نہ کرے، بلکہ بعض اوقات آپ صف میں ہر ایک شخص کے پاس سے گزرتے تھے۔ یا آپ محراب میں مصلیوں کی طرف توجہ فرما کر کھڑے ہو جاتے تھے اور مخلصین میں سے ایک شخص ہر شخص کے شانہ پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا، اور آپ کے "ہوں" فرمانے پر دوسرے کے شانہ پر ہاتھ رکھتا تھا۔ آپ کی آنکھیں بند ہوتی تھیں دلوں کی طرف دھیان ہوتا تھا۔ ذرا بھی کدورت کسی میں پائی اس کو مرخص فرمادیا۔ بعض اوقات پرکھنے کی خدمتِ جلیلہ کسی باکمال مخلص کے سپرد ہوتی تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ دورانِ نماز میں اگر کوئی پراگندہ دل آکر جماعت میں شریک ہوگیا ہے تو آپ نماز کو بہ اختصار ادا فرماکے بہ آواز بلند فرماتے تھے۔ دیکھو کس نے ہماری نماز خراب کی ہے چنانچہ

وہ شخص پکڑا جاتا تھا۔ جن دنوں میرٹھ میں قیام تھا، نماز آپ ہی پڑھاتے تھے آپ کی نماز بانیاز لی مع اللہ ساعۃٌ کی تعبیر، اور الصلوٰۃ معراج المؤمنین کی تصویر ہوتی تھی۔ بعض اہلِ دل اصحاب ذوق، صاف باطن، جن کو علم ہو گیا تھا کہ آپ صلاۃ العشار لال کرتی میں ادا فرماتے ہیں، وہاں پہنچ جایا کرتے تھے، آپ کے انفاسِ قدسیہ کے اثر سے اپنے دلوں کو حیاتِ طیبہ مبارکہ بخشتے تھے اور آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو کر اتم درجہ احسان اور وہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا پورا لطف اٹھاتے تھے رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

جن دنوں آپ کا قیام میرٹھ میں تھا، دیوبند کے حضرات علماء نے وہاں بڑا جلسہ بہ نام موتمر انصار منعقد کیا۔ اتفاق کی بات ہے جہاں جلسہ ہوا وہ مقام آپ کی قیام گاہ کے قریب تھا۔ جس دن سہ پہر کو جلسہ ہونے والا تھا۔ اس دن صبح کے نو بجے جناب مولوی محمود الحسن صاحب آپ سے ملنے تشریف لائے آپ مولوی صاحب سے بہ محبت ملے۔ تقریباً ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ مولوی صاحب نے آپ سے جلسۂ موتمر انصار کا ذکر فرمایا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی جلسہ میں شریک ہوں، آپ نے اس بارے میں کسی قسم کا جواب نہیں دیا نہ ہاں کا، نہ نا کا، اور مولوی صاحب بہ احترام رخصت ہوئے۔

اتفاق سے ان ایام میں قصور سے سید احمد شاہ صاحب

حسبِ معمول معظم شاہ کے باغ تشریف لے گئے۔ آپ نے اس نرالی شان سے جناب مولوی صاحب کی دعوت کو جامۂ عمل پہنایا رحمتہ اللہ علیہما۔

اس جلسہ میں جناب مولوی اشرف علی صاحب اور جناب مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم دار العلوم بھی تھے۔ ان دونوں صاحبان نے دور سے آپ کو دیکھا اور ان کو جناب مولوی محمود الحسن صاحب کی ملاقات کا حال بھی معلوم ہوا۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپ بین العشائین لال کرتی تشریف لے جاتے ہیں۔ چنانچہ بعد مغرب یہ ہر دو صاحبان شیخ نصیح الدین، شیخ وجیہ الدین کے مکان سے جہاں ان کا قیام تھا شیخ وحید الدین، شیخ بشیر الدین کی کوٹھی لال کرتی آپ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے۔ چونکہ ہر دو برادر آپ کے مزاجِ اشرف سے پوری طرح واقف تھے۔ اس لئے انھوں نے ہر دو صاحبان کو آپ کی نشستگاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ بہ احترام بٹھایا۔ آپ حسبِ معمول اپنے وقت پر پہنچے اور مستراح پر تشریف لے گئے آپ کے واسطے ایک آرام کرسی کا انتظام ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ اس آرام کرسی پر مستریح ہوئے۔ دونوں بھائیوں کو جب آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا فوراً بہ صد شوق خدمت بابرکت میں پہنچے اور ازرہِ محبت و عقیدت دو چار منٹ آپ کے مبارک پاؤں کو دبایا پھر برادرِ کلاں نے مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی تشریف آوری کا ذکر کیا

آپ نے فرمایا۔ ہاں ان کو بلاؤ، ہم ان سے ملیں گے اور جب ہر دو صاحبان
تشریف لائے آپ نے مخلصین سے فرمایا ہم ان سے کھڑے ہو کر ملاقات
کریں گے۔ چنانچہ مخلصین نے آپ کو سہارا دیا اور آپ ان سے بہ محبت
ملے۔ پھر آپ آرام کرسی پر اور ہر دو صاحبان کرسیوں پر بیٹھ گئے، اور
مصروف کلام ہوئے۔ حافظ صاحب کی وجہ سے ان کے پدر
بزرگوار کا ذکر جمیل آیا۔ آپ نے ان کی تعریف اور ان کے تعلقات کا
ذکر فرمایا۔ آپ نے ارشاد کیا مولوی قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد
صاحب نے حضرت شاہ عبدالغنی سے خانقاہ شریف میں حدیث شریف
پڑھی ہے۔ یہ دونوں صاحبان اپنے استاد اور ان کے جائے قیام کا
اتنا احترام کرتے تھے کہ کبھی خانقاہ شریف میں جوتی پہن کر داخل نہیں
ہوئے۔ ہمیشہ دروازہ کے باہر جوتی اتار کر بہ ادب داخل ہوتے تھے
پھر آپ نے مولوی قاسم صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا۔ فرمایا، حضرت
والد ماجد کی طبیعت ناساز تھی۔ حلقہ اور توجہ کی خدمت میرے سپرد تھی
حرم شریف مکی میں حلقہ ہوا کرتا تھا۔ میں حلقہ اور توجہ سے فارغ ہو کر
گھر جانے کو تھا کہ مولوی صاحب مسجد سے آ کر بہ محبت ملے اور حضرت
والد ماجد کی خیریت دریافت کی۔ میں نے کہا مزاج شریف علیل
ہے۔ مولوی صاحب نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور میرے ساتھ
گھر کو روانہ ہوئے۔ چلتے وقت مخلصین میں سے ایک شخص نے
حسب معمول سجادہ اٹھایا۔ مولوی صاحب نے کہا یہ خدمت آج

مجھ کو ملنی چاہیے۔ چنانچہ اصرار کر کے مولوی صاحب نے سجادہ اٹھایا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ بوجہ ناتوانی کے صاحب فراش تھے۔ مولوی صاحب نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر بڑی محبت سے آپ کو دبانے لگے۔ پھر عرض کیا، حضرت ہندوستان میں دو دجال پیدا ہو گئے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ پھر آپ نے مولوی صاحب کی خدمتِ اسلام اور مساعی جمیلہ کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کا ذکر آیا چونکہ ان دنوں بعض اخبارات اور رسائل میں مدرسہ کی بدانتظامیوں کا چرچا ہو رہا تھا اور اس سلسلہ میں آپ کے مسامع شریفہ تک بھی کچھ باتیں پہنچ چکی تھیں اس لئے آپ نے فرمایا ہم نے سنا ہے مدرسہ پہلے کی طرح اب دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے۔ اس پر مہدد صاحبان نے کہا: حضرت، مدرسہ دین کی خدمت پہلے کی طرح کر رہا ہے بعض مخالفوں نے ذاتی عناد اور فاسد اغراض کی وجہ سے مدرسہ کو بدنام کرنے کے لئے کچھ غلط باتیں اڑائی ہیں جن کا ذکر اخبارات میں بھی آیا ہے۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

یہاں تک گفتگو محبت کے پیرایہ میں بہت اچھی ہوتی رہی حاضرین لطف اندوز ہوتے رہے۔ پیر سید گلاب شاہ بھی یہ مکالمہ سن رہے تھے وہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مؤلفِ رسالہ تقدیس الوکیل کے طرف داروں میں سے تھے۔ اس

موقع پر انھوں نے جیب سے مختصر رسالہ نکالا۔ جس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے ہم خیال علماء کے ناشائستہ اقوال کا ذکر تھا انھوں نے حضرت سیّدی الوالد سے عرض کیا۔ حضور، دین کی خدمت اس طرح پر کی جارہی ہے۔ مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۲۸ پر لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت وشرک ہے اور مثل کنھیا کے جنم کی ؂ اس آخری ناشائستہ عبارت کو سن کر آپ کو بڑا ملال ہوا آپ نے فرمایا، افسوس ہے مولوی خلیل احمد آپ کے ذکر شریف کی مبارک محفل کو ایسی بری تشبیہ دیتے ہیں اور آپ کے ذکر شریف کی محفل منعقد کرنے سے منع کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی ارشاد کیا جہاں کوئی جلسہ ہوتا ہے حسب ضرورت اور حسب احوال اس جگہ کو پاک اور صاف کیا جاتا ہے اور زیب وزینت دیتے ہیں یہ لوگ میلاد شریف کی مبارک محفل کو اس سے بھی روکتے ہیں اور پھر آپ نے فرمایا۔ ہم نے سنا ہے مولوی خلیل احمد ایسے شخص کو بیعت بھی نہیں کرتے ہیں جو میلاد شریف کرتا ہو یا اس کا حامی ہو۔ اس موقع پر مولوی اشرف علی صاحب نے کہا مولوی خلیل احمد صاحب جس مولود کو منع کرتے ہیں اس کو آپ بھی منع کریں گے اور بیعت نہ کرنے کی بات درست نہیں ہے۔ آپ سے کسی نے غلط بات کہہ دی ہے چونکہ آپ سے یہ بات مولوی شمس الدین صاحب میرٹھی نے کہی تھی اور وہ اس موقع پر حاضر

تھے۔ آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ارے بھائی جواب دو،
چنانچہ مولوی شمس الدین نے واقعہ بیان کیا۔ شاید اس موضوع پر کچھ
گفتگو ہوتی لیکن پیر سید گلاب شاہ نے پھر سب کو اپنی طرف متوجہ
کر لیا اور مختصر رسالہ میں سے مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب
حفظ الایمان کے صفحہ سات کا حوالہ دیتے ہوئے سنایا" دریافت
طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب
ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے
ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے
بھی حاصل ہے" یہ سن کر آپ نے مولوی اشرف علی صاحب سے
کہا کیا یہی دین کی خدمت ہے۔ تمھارے بڑے تو ہمارے طریقہ پر
تھے۔ تم نے اس کے خلاف کیوں کیا، مولوی صاحب نے کہا میں نے
اس عبارت کی توضیح اپنے دوسرے رسالہ میں کر دی ہے آپ نے
بجواب ارشاد کیا تمہارے اس رسالہ کو پڑھ کر کتنے لوگ گمراہ ہوئے
ہم دوسرے رسالہ کو لے کر کیا کریں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر خاموشی
رہی، پھر آپ نے فرمایا، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ جس کا وضو نہ ہو،
وضو کر لے، اس موقع پر کچھ لوگ اٹھے اور مولوی صاحب اور حافظ
صاحب بھی اس وقت تشریف لے گئے، آپ نے نماز پڑھائی، حسب
معمول نماز شروع کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا۔ ہماری نماز کوئی خراب
نہ کرے نماز سے فارغ ہو کر آپ نے مولوی صاحب اور حافظ صاحب کے

متعلق دریافت فرمایا کہ یہ دونوں کہاں ہیں، شیخ وحید الدین صاحب نے عرض کیا کہ یہ دونوں صاحبان تشریف لے گئے۔ آپ کے دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہے شاید آپ ان دونوں صاحبان سے کچھ گفتگو فرماتے لیکن مَاشَاءَاللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ

یہ ہے میرٹھ کی ملاقات کا صحیح بیان جس کو چار پانچ ثقہ اشخاص نے روایت کیا ہے۔ اب تک ان میں سے دو افراد بقید حیات ہیں۔ اب میں ناظرین کے سامنے بزمِ جمشید کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ دیکھو صفحہ ۴۶ سطر ۱۱، وصل صاحب لکھتے ہیں۔

بزمِ جمشید کی عبارت

(۲۸) فرمایا کہ میں مؤتمر الانصار کے جلسہ کی شرکت کے لئے میرٹھ گیا ہوا تھا۔ جلسہ گاہ کے قریب حاجی وجیہہ الدین حاجی فصیح الدین کے یہاں قیام تھا۔ ایک شب کو میں شیخ وحید الدین، شیخ بشیر الدین سے ملنے کے لئے ان کی کوٹھی پر گیا جو آبادی سے باہر ہے تھوڑی دیر میں کچھ آوازیں سنائی دیں اور شیخ وحید الدین اور شیخ بشیر الدین کو دیکھا کہ وہ یہ کہتے ہوئے دوڑے جارہے ہیں کہ حضرت تشریف لارہے ہیں معلوم ہوا کہ مولانا ابوالخیر صاحب دہلوی ہیں۔ ایک لالٹین

آ گے آ گئے ہے ۔ وہاں ایک آرام کرسی خالی پڑی تھی کہ اس پر
منبر یا ان تو میری وجہ سے اور میں منبر بان کی وجہ سے نہیں بیٹھتے تھے
مولانا آتے ہی اس کی برابر کھڑے ہو گئے اور بہ آواز بلند
فرمایا یہاں کون کون ہیں چنانچہ جو لوگ یہاں موجود تھے ان کے
نام بتائے گئے ان میں میرا نام بھی لیا گیا ۔ فرمانے لگے ، مجھے
تو ان کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا اچھا لالٹین لاؤ میں ان کی
صورت تو دیکھوں میں نے دیکھا کہ ان کو میرے پاس آنے میں
تکلف ہو گا ۔ چلو میں ہی ان کے پاس چلا چلوں ۔ چنانچہ میں ان کے
پاس گیا ۔ انھوں نے لالٹین کی روشنی میں خوب غور سے میرے
چہرے پر نظر دوڑائی پھر اسی آرام کرسی پر بیٹھ گئے اور میں اپنی
کرسی پر بیٹھ گیا اور مختلف موضوع پر گفتگو ہونے لگی اسی دوران
میں ان کی زبان سے نکلا مولوی خلیل احمد صاحب مولود شریف
کے یہاں تک مخالف ہیں کہ ایسے لوگوں کو مرید نہیں کرتے ، جو
مولود شریف کے حامی ہیں اور اس روایت کو اعتراض کے طریقہ
سے بیان کیا اور اس سے پیشتر بھی وہ بڑی بڑی ہستیوں کا ذکر
حقارت سے کر چکے تھے ۔ مثلاً مولوی قاسم اور فلاں فلاں
میرے یہاں خانقاہ شریف میں پابرہنہ حاضر ہوتے تھے اب
جب مولانا خلیل احمد کی نسبت اس طرح کہا تو مجھے بہت ناگوار
ہوا میں نے دریافت کیا کہ یہ روایت آپ نے کس سے سنی ہے اس

کا راوی کون ہے۔ وہاں ایک اور مولوی صاحب تھے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا بھئی جواب دو، یہ کیا کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کیا جواب تھا جو دیتے یا کیا شہادت تھی جو پیش کرتے میں نے کہا کہ یہ آپ کے راویوں کی حالت ہے میں نے یہ بھی کہا کہ مولانا خلیل احمد صاحب جس مولود کو منع کرتے ہیں اس کو آپ بھی منع کرتے ہیں اس گفتگو اور لہجہ سے میزبان یہ سمجھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکالمہ دوسری صورت اختیار کرلے وہ بیچارے ہم دونوں کی خوشامد کرتے تھے۔ اتنے میں مولانا دہلوی کوٹھی ہی پر نماز کی تیاری کرنے لگے کسی مسجد میں نہیں، اس وقت میرے ساتھ (جناب شمس العلماء) حافظ احمد صاحب (ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) بھی وہاں تشریف رکھتے تھے وہ بھی شریک جماعت ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ میں آپ کو اس جماعت میں شریک نہ ہونے دوں گا وہ میرے کہنے سے رک گئے۔ خدا کی قدرت دیکھئے یہ معلوم ہوا کہ مولانا ابوالخیر صاحب نے مصلّی پر جاتے ہی فرمایا کہ میری جماعت والوں کے سوا جو اور لوگ ہوں وہ علیحدہ ہو جائیں یہ سن کر میں نے اس وقت حافظ صاحب سے کہا کہ دیکھئے ایسے ہی احتمالات سے میں نے آپ کو روکا تھا۔ اگر آپ جاتے تو یہی الفاظ آپ کو بھی سننا پڑتے۔

اس واقعہ کو بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ محقق اور کامل نہ ہونے کی علامت تھی مگر پھر بھی مولانا بہت غنیمت تھے، اب تو ایسے لوگ بھی نہیں ان کے معتقدین اور مریدین زیادہ تر کابلی تھے جو بڑے خوش عقیدہ اور راسخ تھے۔ یہاں تک کہ مولانا ان کو سخت سخت سزائیں دیتے تھے اور وہ دم نہیں مارتے تھے مولانا کا طریقہ مخدومانہ تھا۔ اسی جلسہ میں اپنی جماعت کے لئے یہ بھی فرمایا تھا کہ جن خادموں کو وضو نہ ہو وضو کرلیں، اور ہمارے بزرگوں کی دوسری شان تھی، وہاں عجز تھا انکسار تھا۔ بھلا ممکن تھا کہ وہ اپنے معتقدین یا متوسلین کو خادم کہہ کر پکارتے وہ تو اپنے خادموں کو مخدوم سمجھتے تھے وہ اتباع رسول میں فنا تھے ان کا اخلاق وہ تھا جو ہمارے رسول کا تھا وہ محقق تھے وہ کامل تھے ان کی شان کمال یہ تھی کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ غیر کامل کی مثال ایک دھندلے چراغ کی سی ہے جہاں دھواں ہوا اور اس کا نور چھپ گیا اور ہمارے بزرگ محقق و کامل تھے ان کے انوار مثل تیز روشنی کی قندیل کے تھے کہ اگر ہزاروں ظلمات ان کے سامنے جمع ہوں ان سب پر وہی غالب رہے۔ ایسے کامل کو حق ہے اصلاح کا، جس کی صفات کی نسبت حضرت محی الدین ابن عربی کا ارشاد ہے کہ مربی وہ ہے کہ جس میں یہ تین صفتیں موجود ہوں دین انبیاء کا سا ہو۔ تدبیر اطباء کی سی ہو اور سیاست بادشاہوں کی

سی ہو۔ یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ مولوی عبدالمجید نے مجھ سے پوچھا تھا کہ انبیاء کا سا دین کس کا ہو سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مراد یہ ہے کہ انبیاء کا دین جس طرح دنیوی اغراض سے پاک ہوتا ہے اور یہ مراد نہیں کہ ایسا کامل ہو۔ (انتہیٰ)

هٰذا بصائرُ للنّاسِ

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش
حسن ایں قصہ درد است در دفتر نہ می گنجد

نمبر ۱ لکھا ہے کہ ایک شب کو میں شیخ وحیدالدین شیخ بشیرالدین سے ملنے گیا۔ الخ

بصیرہ۔ اس رات مولوی صاحب اور حافظ صاحب حضرت سیدی الوالد سے ملنے تشریف لے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ وحیدالدین صاحب نے ان دونوں صاحبان کی آپ سے اطلاع کی اور آپ نے بخوشی ملنا منظور فرمایا۔

نمبر ۲ لکھا ہے، شیخ وحیدالدین کو دیکھا کہ وہ کہتے ہوئے دوڑے جا رہے ہیں۔ الخ

بصیرہ۔ ان ہر دو برادرانِ صاف کیشان کو آپ سے جو محبت اور عقیدت تھی یہ اسی کا اثر تھا کہ قبلۂ مراداں کی تشریف آوری کا علم